

## اسلامی ریاست میں کسی غیر مسلم کو جج بنانے کا شرعی حکم

حضرت مولانا مسیح الحق نے جناب بھگوان داس صاحب کو سپریم کورٹ کا چیف جسٹس بنانے پر شرعی اور فقہی احکام کے تناظر میں آواز اٹھائی جسے پورے ملک میں زیر بحث لایا گیا۔ ذیل میں اس مسئلہ پر مدلل روشنی ڈالی گئی ہے۔

محترم و محترم جناب مفتی صاحب۔ جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ سلام مسنون کے بعد امید ہے مزاج گرامی بخیر و عافیت ہوں گے۔

آجناب کے علم میں ہے کہ مملکت خداداد پاکستان لا الہ الا اللہ کے نظریہ پر قائم ہوا ہے اور ہم نے علماء کرام سے سنا ہے کہ مسلمان ملک میں ایک غیر مسلم شخص قاضی (جج) نہیں بن سکتا ہے۔ اس لئے کہ کافر شخص کو مسلمان پر ولایت حاصل نہیں۔ مگر بد قسمتی سے چیف جسٹس آف پاکستان چوہدری افتخار محمد کے اس المیہ نے ایک دوسرا المیہ پیدا کیا کہ سپریم کورٹ آف پاکستان کے ایک سینئر جج جناب بھگوان داس جو مذہباً ہندو ہے، کو چیف جسٹس کے عہدہ پر لانے کی بات ہو رہی ہے۔ اور اس پر اخبارات ٹی وی وغیرہ میں کافی گرما گرمی ہے۔ مذہبی طبقوں کی طرف سے یہ بیانات آرہے ہیں کہ بھگوان داس ایک غیر مسلم ہے۔ وہ اسلامی ریاست کا چیف جسٹس نہیں بن سکتا مگر دوسری طرف یہ بیانات آرہے ہیں کہ بھگوان داس کا چیف جسٹس کے عہدہ ۳۷ء کے آئین کے منافی نہیں۔ اس آئین کی تیاری میں علماء کا بہت بڑا کردار ہے۔ اگر آئین میں ایسی بات ہوتی تو علماء ضرور اس پر آواز اٹھاتے اور انہیں اسلامی اسکالروں کا کہنا ہے کہ یہ اسلامی تعلیمات کے بھی منافی نہیں۔ تو آجناب سے گزارش ہے کہ ہمارے اس سوال کا جواب مدلل اور مفصل عنایت فرمائیں تاکہ ہم مسلمان اسلامی نقطہ نگاہ سے اس مسئلہ کے حل سے آگاہ ہو جائیں۔ (نوٹ) سوالنامہ بذریعہ فیکس ارسال خدمت ہے جواب جلدی عنایت فرمائیں۔ والسلام : ایم کریم شاہ درہ لاہور ۲۲ مارچ ۲۰۰۷ء

### الجواب وباللہ التوفیق

اسلامی ریاست میں ضروری ہے کہ وہاں ایک ایسا نظام ہو جس کے ذریعہ وہاں کے باشندگان کے مابین پیدا ہونے والے تنازعات کو اسلامی تعلیمات کی روشنی میں حل کیا جاسکے۔ اس نظام کو نظام قضاء (عدالتی نظام) کہا جاتا ہے۔ اس نظام کی اہمیت اور ضرورت کا اندازہ اس سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ اسکی فرضیت پر امت مسلمہ کا اتفاق (اجماع) ہے اور اس کے قیام کو شریعت مقدسہ نے فرض کفایہ قرار دیا ہے۔ صاحب معین الحکام علامہ علاء الدین ابی

الحسن الطرابلسی نے لکھا ہے: اما حکمہ فهو فرض كفاية ولا خلاف بين الامة ان القيام بالقضاء واجب (معین الحکام ص ۷)

اور علامہ وہبہ زحلی نے لکھا ہے کہ وحکمہ شرعاً انه فريضة محكمة من فروض الكفايات باتفاق المذاهب ويجب على الامام تعيين قاضى لقوله تعالى 'يا أيها الذين آمنوا كونوا قوامين بالقسط' (الفقه الاسلامي وادلتہ/ ۷۳۹)

اور علامہ کامسائی نے لکھا ہے فنصب القاضى فرض لأنه ينصب لاقامة أمر مفروض (بدائع الصنائع ۴۳۸/۵) وهو فرض كفاية (الانصاف ۱۵۴/۱۱)

اور اس نظام کی اہمیت و ضرورت پر کتاب اللہ سنت رسول ﷺ اور عقل انسانی دونوں شاہد ہیں رسول اللہ ﷺ بنس نفس مقدمات کی سماعت کیا کرتے تھے۔ اور پھر انکا فیصلہ فرمایا کرتے تھے۔ آپ ﷺ نے اپنی حیات مبارکہ میں سینکڑوں مقدمات کے فیصلے کئے ہیں جن کا ذکر کتب حدیث میں موجود ہے۔ علامہ ابن قیمؒ نے ان میں سے بعض مقدمات کا تذکرہ اپنی مشہور معروف کتاب زاد المعاد میں کیا ہے۔

اور پھر آنحضرت ﷺ کے بعد بلکہ آپ ﷺ کے حکم پر بعض صحابہ کرامؓ نے فیصلے کئے، صحابہ کرامؓ کے بعد تابعین، پھر تبع تابعین الی یومنا ہذا یہ نظام جاری ہے۔ اسلام نے جس طرح دیگر مناصب اور عہدوں کیلئے متعلقہ افراد کی اہلیت، صلاحیت، علم اور دیگر شرائط رکھی ہیں تو اسی طرح نظام قضاء کے ساتھ متعلقہ افراد یعنی قاضی صاحبان (جج) کیلئے بھی شرائط رکھی ہیں۔ جس میں یہ شرائط پائی جائے کہ وہ قاضی بننے کی صلاحیت رکھتا ہے اور اس کو قاضی بنایا جائے گا۔ علامہ علی حیدر نے لکھا ہے: وأن امور القضاء من أهم امور العامة واحتياج الناس له فيجب الاعتناء بأمر القضاء، ولذلك لا يجوز تعيين كل

أخذ قاصباً ويجب بعض شروط و اوصاف في القاضى۔ (در الحکام شرح مجلۃ الاحکام ۵۷۹/۴)

اگرچہ بعض شرائط میں ائمہ کرامؓ کا آپس میں اختلاف ہے لیکن بعض شرائط پر تمام اہل علم متفق ہیں جنہیں بلوغ، عقل، حریت وغیرہ شرائط کیساتھ ساتھ متعلقہ شخص کا مسلمان ہونا بھی ضروری ہے جو درج ذیل حوالہ جات سے ظاہر ہوتا ہے۔

**حنفی مذہب:** ☆ الصلاحية للقضاء لها شرائط منها العقل ومنها البلوغ، منها الاسلام ومنها الحرية ومنها البصر..... فلا يجوز تقليد المحنوت والصبي والكافر والعبد والاعمى والاخرس والمحدود في القذف لأن القضاء من باب الولاية بل هو عظم الولايات وهو لأبيست لهم اهليه أوني الولايات وهي الشهادة فلا ت لا يكون لهم اهليه اعلاها أولى (بدائع الصنائع ۴۳۹/۵)

☆ من لا يصلح قاضياً لا يجوز قضاءه ضرورة (بدائع ۴۴۱/۵)

قال العلامة بدر الدين العيني: "ولا تصبح ولاية القاضى حتى يجتمع فى

المولى شرائط الشهادة هي الاسلام والعقل والبلوغ والعدالة لأن مبنى القضاء على حكم الشهادة (البناية ۲۰۶/۱۱)

☆ قد نظمتها السيد الحموى :

شروط القضاء وتسع عليك حفظها  
لتحرز سبقاً في طلابك للعلل  
بلوغ واسلام وعقل ومنطق  
فصيح به فصل الخصومة قد خلا  
تولية حكماً دون سمع للدعوة  
وحرية سمع والابصار قد تلا  
وفقدان حد القذف قد شرطوا له  
كما قال زين الدين في البحر مجماً  
(منحة الخالق على البحر/ حاشية البناية ۲۰۶/۱۱)

☆ وفي الحاكم العقل والبلوغ والاسلام والحرية والسمع والبصر النطق  
والسلامة عن حد القذف الخ البحر الرائق ۳۳۳/۶

☆ اهله اهل الشهادة اى يشترط فيمن يفوض اليه القضاء أن يكون من  
اهل الشهادة يعنى حراً مكلفاً مسلماً الخ (شرح القاية ۱۰۷/۳)

☆ كل من القضاء والشهادة يستمد من أمر واحد هو شروط الشهادة من  
الاسلام والبلوغ والعقل وحرية الخ (فتح القدير ۳۵۷/۶)

☆ وكل من كان من اهل الشهادة كان من اهل القضاء ومن لم يكن  
من اهل الشهادة لا يكون من اهل القضاء..... شروط صحة الشهادة العدالة لفظ  
الشهادة الحرية الاسلام..... لقوله تعالى ولن يجعل الله للكافرين على المؤمنين  
سبيلاً (الممتحنين واولي ۳۲۳/۱)

☆ مذهب مالكي: وقال مالك ولا أرى أن يستكتب ذمياً لأن الكاتب قد يستشار  
ولا يستشار كافر في أمر المسلمين (الكافي في فقه المالكي ۲۵۹/۲)

☆ (قلت) أرايت القاضى أيكراه له مالك أن يتخذ كاتباً من أهل الذمة قال  
سمعت مالكا يقول لا يستكتب أهل الذمة فى شئ من أمور المسلمين (المدونة  
الكبرى ۱۳۶/۵)

☆ مذهب شافعى: ولا يجوز أن يكون القاضى كافراً ولا فاسقاً ولا عبداً ولا صغيراً  
ولا معتوهاً لأنه اذا لم يجز أن يكون احداً من هؤلاء شاهد ا فلان لا يجوز أن  
يكون قاضياً اولى (المجموع شرح المذهب ۱۲۷/۲)

☆ مذهب حنابلة: فاما الصفات المستلزمة فى القضاة فأنها تكون حراً مسلماً بالغاً

ن ذکر آ عاقلأ عدلاً (بدلیۃ الجہد ۲/۳۵۲ لابن رشد القرطبی)

☆ الشرط الرابع: الاسلام لكونه شرطاً في جواز الشهادة مع قول الله سبحانه وتعالى 'ولن يجعل الله للكافرين على المؤمنين سبيلاً' (الاية) ولا يجوز أن يقلد الكافر القضاء على المسلمين ولا على الكفار وقال أبو حنيفة يجوز تقليد القضاء من اهل دينه (الاحكام السلطانية ص ۶۵ الباب السادس في ولاية القضاء)

☆ قاضي ابو يعلى محمد بن حسين الفراء الحنبلي: فلا يجوز تقليد القضاء إلا لمن كملت فيه سبع شرائط الذكورية والبلوغ والعقل والحرية والاسلام والعدالة والسلامة في السمع والبصر والعلم..... واما الاسلام فلانه الفاسق المسلم لا يجوز أن يلي فأولى أن لا يلي الكافر (الاحكام السلطانية ۶۰-۶۱)

☆ ويشترط في القاضي عشر صفات أن يكون بالغاً حراً مسلماً عدلاً سميعاً بصيراً مجتهداً الخ (الانصاف ۱۱/۱۷۶-۱۷۷)

☆ قال أبو قاسم ولا يولي قاضي حتى يكون بالغاً عاقلاً مسلماً حراً عدلاً عالماً فقهياً ورعاً (الفتي لابن قدامة ۳۹/۹)

☆ مذهب اہل ظواہر والحدیث: ☆ ولا يحل أن يلي القضاء والحكم في شئ من أمور المسلمين واهل الذمة الا مسلم بالغ عاقل عالم بأحكام القرآن والسنة الثابتة عن رسول الله ﷺ (الکلی لابن جریر ۲/۴۳۲)

☆ افلا يصح قضاء المقلد (غير المجتهد) ولا الكافر ولا الصغيرة ولا المجنون ولا الفاسق (فتاویٰ ۳/۳۰۸)

☆ مذہب اربعہ کا اتفاق: ☆ أما الشرائط المتفق عليها بين أئمة المذاهب فهي ان يكون القاضي عاقلاً بالغاً حراً مسلماً بصيراً ناطقاً عالماً بالاحكام الشرعية (الفتاویٰ الاسلامی ۶/۴۳۲)

☆ ثالثاً الاسلام، لأن القضاء ولاية ولا ولاية لغير المسلم على المسلم فلا تقبل شهادة وليه لقول ولن يجعل الله للكافرين على المؤمنين سبيلاً واجاز أبو حنيفة تقليد غير المسلم القضاء بين اهل دينه (الفتاویٰ الاسلامی ۷/۴۳۲)

اور اس شرط کی قید کیلئے قرآن پاک کی آیہ امت ولن يجعل الله للكافرين على المؤمنين سبيلاً (الایۃ) کافی ہے۔ اس کے علاوہ اسلامی قانون قضاء کے لئے ضروری ہے کہ کسی شخص کے معاملے میں وہ آدمی قاضی بن سکتا ہے جس پر وہ شہادت کی اہلیت رکھتا ہو چونکہ ایک غیر مسلم شخص مسلمان کے خلاف گواہی نہیں دے سکتا اس لئے کہ اس غیر مسلم شخص میں ایمان نہ ہے کیونکہ مسلمان کے ایمان کے شواہد اس کی اہلیت نہیں دے سکتے۔ اور اس پر

رسول اللہ ﷺ کے دال ہیں۔ ملاحظہ ہو اعلاء السنن۔

تو اس دلیل کے پیش نظر بھی ایک غیر مسلم شخص مسلمانوں کے مقدمات کی سماعت اور فیصلہ کا اہل نہیں ہے البتہ غیر مسلم کی گواہی چونکہ دوسرے غیر مسلموں کے حق میں اور خلاف مقبول ہے اسلئے امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا ہے کہ اگر اس غیر مسلم شخص میں دوسری شرائط قضاء موجود ہوں تو وہ غیر مسلموں کے مقدمات کا فیصلہ کر سکتا ہے۔ ان الکافر یجوز تقلید قضاء لیحکم بین اهل الذمة الدر المختار علی صدر والمختار ۳۵۵/۵

لہذا صورت مسلمہ کہ کافر کی گواہی یہ ہے کہ ایک غیر مسلم خواہ کتنا ہی انصاف پسند عادل اور اصول پسند کیوں نہ ہو مگر ایمان نہ ہونے کی وجہ سے وہ با اتفاق مذاہب اربعہ و دیگر فقہاء کے ہاں شرعاً اسلامی ریاست کا قاضی (جج) نہیں بن سکتا لہذا جب وہ ایک عام قاضی (جج) نہیں بن سکتا تو پھر ایک ایسی عدالت کا چیف جسٹس کیسے بن سکتا ہے جس کے ماتحت شرعی لیویٹ شیخ بھی آتا ہو۔ جہاں تک آئین کا تعلق ہے تو اس میں اس شرط کا کہ پاکستانی عدالت کا جج مسلمان ہو گا یا اس کا سربراہ مسلمان ہو گا، کا ذکر نہیں۔

۷۳ء کے آئین میں شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ کی ترمیم: شیخ الحدیث 'مرد مجاہد حضرت مولانا عبدالحقؒ نے آئین میں اس کی کمی کی نشاندہی بے زور الفاظ میں آج سے کئی سالوں پہلے پارلیمنٹ کے سامنے پیش کی تھی۔ چنانچہ آپ کے پارلیمنٹ میں اسلامی جہاد پر مبنی دستاویز "قومی اسمبلی میں اسلام کا معرکہ" میں موجود ہے۔

مولانا عبدالحق صاحبؒ کی ترمیم (نمبر ۱۳۵۴) یہ تھی کہ چیف جسٹس لازماً مسلمان ہونا چاہیے۔ ترمیم (نمبر ۱۳۶۹) بھی ضمنی طور پر اسی غرض سے متعلق تھی اس کے علاوہ مولانا عبدالحقؒ نے سپریم کورٹ کے ججوں کی شرائط اہلیت میں ترمیم (نمبر ۱۳۷۷) میں یہ اضافہ کرنا بھی ضروری سمجھا کہ ایسا کوئی شخص اس وقت تک عدالت عظمیٰ کا جج نہیں مقرر کیا جائے گا جب تک وہ دیگر شرائط مندرجہ کے علاوہ اسلامی قانون اور اس کے بنیادی مآخذ قرآن و سنت فقہ سے پوری طرح واقف نہ ہو۔ دفعہ نمبر ۱۹۳ کا تعلق عام عدالت عالیہ کے ججوں کی تقرری ساتھ ہے۔ مولانا عبدالحق صاحبؒ نے یہاں نمبر ۱۵۱۹، نمبر ۱۵۲۰ کی شکل میں وہی ترمیم داخل کرائیں جو مسلمان مرد ہونے اور اسلامی قانون کے مآخذ اور اساس سے باخبر ہونے کے بارہ میں تھیں۔ (قومی اسمبلی میں اسلام کا معرکہ ص ۱۷۰)

بد قسمتی سے اصحاب اقتدار نے اس کی کو محسوس نہیں کیا، مگر مملکت خدا داد پاکستان ایک اسلامی نظریہ کی بنیاد پر معرض وجود میں آیا ہے۔ لہذا اس نظریہ کے مطابق اس ملک میں ان اصول پر عمل کرنا چاہیے جو اسلامی تعلیمات کے مطابق ہوں تاکہ اس ملک کے نظریہ پر پورا اثر نہ پڑے اور یہاں پر بسنے والوں مسلمانوں کے جذبات مجروح نہ ہوں۔

هذا ما ظهر لى والله اعلم

مفتی اللہ حقانی (خادم دارالافتاء وشعبہ تخصص فی الفقہ)

جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ ٹنک